مطالعۂ قرآن

سورہ ہائے الفلق والنّاس

جناب میر محمد حسین صاحب - ایم اے - فاضل دیوبند

اگرچہ ان دونوں سورتوں کے مکّی یا مدنی ہونے میں علماء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے مگر ان دونوں سورتوں کی اندرونی شہادت ان کے مدنی ہونے کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ پہلی سورت میں مخلوق، رات کی تاریکی، جھاڑ پھونک کرنے والے نفوس اور حسد کرنے والے کے حسد سے خدا کی پناہ طلب کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جھاڑ پھونک کا عمل عموماً اس طبقے میں رائج ہوتا ہے جو اپنے آپ کو کسی خاص مذہب سے وابستہ کرتا ہے مگر اس کا عمل، اس مذہب کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے بجائے اس میں راہ پا جانے والے ٹونے ٹوٹکوں اور شعبدہ طرازیوں تک محدود ہوتا ہے اور جیسا کہ قرآن مجید نے بتایا ہے کہ یہ طرز عمل مدینہ کے یہود میں رواج پا چکا تھا۔ سورۂ البقرہ میں یہود کے کردار کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا گیا کہ

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ...... (البقرہ ۲-۱۰۲)

(اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے جو شیاطین، سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمان نے کبھی نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں — ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی)۔

ایسے لوگ رات کی تاریکی ہی کو اپنے ان اسفل اعمال کے لیے منتخب کرتے ہیں اور طرح طرح

کی مخلوق کو اپنے دشمن کے درپے آزار بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لیے ہر طرح کی مخلوق اور تاریکی کے شر سے بھی تحفظ کے لیے دُعا کی تلقین کی گئی۔

پھر حسد ہمیشہ کسی شخص سے اُس وقت کیا جاتا ہے جب وہ شہرت، عزت اور اقتدار وغیرہ میں ترقی کر رہا ہوتا ہے اور یہ مرتبہ و مقام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ ہی میں آکر حاصل ہوا جب انہیں مدینہ کا حاکم مطلق مان لیا گیا اور آپ پر وہاں کی اکثریت ایمان لانے لگی۔ قرآن مجید نے یہود کی جو اخلاقی بُرائیاں گنوائی ہیں اُن میں سے ایک حسد بھی ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ .... (البقرہ ۲: ۱۰۹) (اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں۔ اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے)۔

اسی طرح دوسری سورت میں افکار و خیالات میں دیدہ و نادیدہ تشکیک و ارتیاب پیدا کرنے والوں سے خدا کی پناہ میں آنے کے لیے کہا گیا ہے اور یہ وسوسہ اندازی بھی منافقین و یہود ہی کا خاصہ ہو سکتی ہے جو زیادہ تر مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں بستے تھے۔ بخلاف کفار کے کہ وہ کھلے دشمن تھے انہوں نے آپ کی راہ روکنے کے لیے جو بھی ہتھکنڈے استعمال کیے کھلے بندوں کیے اور یہ ہتھکنڈے اسی قسم کے تھے جو ایک دُنیادار طاقتور دشمن کے ہوتے ہیں۔ وہ نہ تو از قبیل وسوسہ اندازی تھے اور نہ ہی ان پر مذہبی رنگ چڑھا ہوا تھا اس کے علاوہ ہر دو سورتوں کا اسلوب بیان بھی مکّی سے زیادہ مدنی سورتوں کے اسلوب سے ملتا جلتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدنی زندگی کے بھی درمیانی دَور میں یہ سورتیں نازل ہوئیں کیونکہ مذہبی طبقوں کو ان وسیسہ کاریوں، وسوسہ اندازیوں اور حسد کی ضرورت اُسی وقت محسوس ہوئی ہوگی جب ان کی تمناؤں اور کوششوں کے علی الرغم اسلام ترقی کرنے لگا۔ حضورؐ کے ماننے والوں اور جاں نثاروں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ ابتدا میں انہوں نے اس خطرے کو بے اعتنائی سے دیکھا ہوگا اور آخری دَور میں اس "سیلاب بلا" کا روکنا ان کے بس کی بات نہ رہی تھی۔ چنانچہ روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سورتیں ۵ھ کے قریب نازل ہوئیں۔

جس طرح جسمانی لحاظ سے انسان اپنی تمام تر تدبیروں کے باوجود ہر وقت قدرتی حوادث اور اپنے بنی نوع کی سازشوں کی زد میں ہے۔ خدا کی پیدا کردہ ہر چیز سے جاندار ہو یا بے جان۔

سے اسے نقصان پہنچ سکتا بلکہ جان کے لالے بھی پڑ سکتے ہیں۔ رات کی تاریکیاں نہ معلوم اس کے لیے کتنی مضرتیں اپنے اندر چھپائے بیٹھی ہیں۔ اس کے کتنے ہی دشمن علم سفلی کو اس کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کی صلاحیتوں اور کمالات پر جلنے والے کسی وقت بھی اس کے لیے مشکلات کھڑی کر سکتے ہیں۔

سی طرح اس کے قلب و ذہن کو بھی ہر وقت پس پردہ سرگرم عمل شیطانی و ملحدانہ قوتوں کے اٹھائے ہوئے فکری تشکیک و ارتیاب کے طوفانوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسانی قلب و فکر اس پرکاہ کی طرح ہے جو ہر وقت آندھیوں کی زد میں ہو کر جدھر چاہیں اسے اڑا کرلے جائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مثل القلب کریشة بارض فلاة یقلبها الریاح ظهرا لبطن (مسند احمد) کہ انسان کے قلب کی مثال اس پر کی سی ہے جو کسی بیابان میں پڑا ہوا اور آندھیاں اسے اِدھر سے اُدھر اڑاتی پھریں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپؐ اکثر یہ دعا مانگا کرتے کہ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك کہ اے دلوں کے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر جمائے رکھ۔ اس پر صحابہؓ نے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! ہم آپ پر اور آپ کی تعلیمات پر ایمان لا چکے۔ کیا آپ کو ہمارے بارے میں (اب بھی) کوئی خدشہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ وہ انہیں جیسے چاہتا ہے، الٹ پلٹ کرتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے حضورؐ کا یہ قول مروی ہے کہ تمام انسانوں کے دل، خدا کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ وہ انہیں جس طرح چاہے پھیر سکتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے دعا کی کہ اللّٰھم مصرف القلوب صرف قلوبنا علی طاعتك کہ اے دلوں کے پھیرنے والے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف ہی پھیرنا۔

ایسے میں انسان کا ظاہر و باطن اگر محفوظ رہ سکتا ہے تو صرف اللہ ہی کے فضل و کرم اور اس کی نصرت و ہدایت سے اور یہ دونوں سورتیں ایسے ہی وقت۔ خدا سے دستگیری طلب کرنے کی دعائیں ہیں۔ اور ترتیب تدوینی میں ان دونوں سورتوں کو قرآن مجید۔ کتاب ہدایت۔ کے آخر میں لانے کی حکمت غالباً یہی ہے کہ چراغ مصطفوی اور شرار بولہبی کے درمیان اس ازلی و ابدی کشمکش میں بندۂ مومن شرار بولہبی کی جسمانی و فکری دونوں مضرتوں سے محفوظ رہے۔